سکھ مت میں تصور نبوت کے انکار کا تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ

A Critical and Analytical Study of the Denial of the Concept of Prophethood in Sikhism

Muhammad Ahsan Ali [1]
Hafiz Usama Munir [2]

Abstract

This research article sheds light on a critical and analytical examination of the Sikh perspective on the concept of prophethood within the context of Sikhism. Sikhism, a monotheistic and Dharmic religion, offers a unique theological stance that deviates from traditional Abrahamic views on prophethood. The Sikh faith is rooted in the teachings of Guru Nanak and the subsequent Sikh Gurus, with no recognition of prophets in the same sense as found in Islam, Christianity or Judaism. Through an in-depth analysis of Sikh scriptures, historical texts and theological writings, this study aims to explore the reasons behind the denial of prophethood in Sikhism. It investigates how Sikhism views the relationship between humanity and the God and how this impacts the role of prophets. The article also considers the historical and cultural context of the formation of Sikh beliefs and their impact on this theological stance. Furthermore, the research assesses the implications of this unique perspective on interfaith dialogue, particularly in a globalized world where diverse religious beliefs coexist. It raises questions about the compatibility of Sikhism with other religious traditions and highlights the need for a nuanced understanding of Sikh theology in contemporary discussions on religion and spirituality. In conclusion, this study sheds light on the distinct position of Sikhism regarding the concept of prophethood and contributes to a deeper understanding of Sikh beliefs in the broader religious landscape.

Keywords: *Sikhism, Prophethood, Dharmic religion, Guru Nanak*

تمہید:

دنیا کی ہر تہذیب نبوت ورسالت سے آشنا ہے تعلیمات نبوت کے اخلاقی وروحانی تفوق کو بھی مانتی ہے۔ نبوت کے مقاصد کو بھی دنیا کی تمام تہذیبیں ارفع واعلیٰ سمجھتی ہیں۔ ماسوا کچھ بے وقوف لوگوں کے تمام مذاہب نبوت کا احترام کرتے ہیں۔ ان

[1]. PhD Scholar/Visiting Lecturer, Department of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
ma5859574@gmail.com

[2] . PhD Scholar/Visiting Lecturer, Department of Quranic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
usamammunir622@gmail.com

دو نکات پر ہر دور کی قدیم جدید تہذیبیں متفق رہی ہیں۔ اگرچہ کچھ تہذیبوں نے ضرورت نبوت ورسالت کا کلیۃً انکار کر دیا ہاں کچھ تہذیبوں نے ضرورت واہمیت کو تو سمجھا لیکن مخصوص عوامل کی وجہ سے انہوں نے نبیوں کو اور ان کی تعلیمات کو اپنانے سے تجاہل عارفانہ اختیار کیا۔

تعارف:

سکھ مت کے بانی کی تعلیمات میں عقیدہ نبوت بہت مقامات پر موجود ہے لیکن پھر بھی آج کا سکھ دھرم نبوت ورسالت سے بالکل ناآشنا ہے حالانکہ سکھ مت کی بنیادی مصادر میں نبوت ورسالت کی ضرورت واہمیت کو مسلم رکھا گیا۔ بلکہ آپ ﷺ کی ہدایت کو بے مثل ولاثانی ہدایت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود سکھ مت میں عقیدہ نبوت ورسالت کو مرکزی حیثیت تو کجا عام اعتقادی حیثیت بھی نہیں دی گئی جو کہ گرونانک کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ یہاں پہ ہم درج ذیل نکات پہ تجزیہ پیش کریں گے:

۱۔ عقیدہ نبوت ورسالت کے بارے میں گرونانک کی تعلیمات کیا ہیں؟

۲۔ رسالت مآب ﷺ سے گرونانک کا تعلقِ خاطر اور سکھ مت میں اس کا انحراف کیوں؟

۳۔ سکھ مت میں انکار نبوت کے عوامل کیا ہیں؟

تقابل ادیان کے بڑے بڑے علماء نے سکھ مت کو باقاعدہ کوئی مذہب نہیں قرار دیا بلکہ اسے ہندومت کی ایک اصلاحی تحریک قرار دیا گیا کیونکہ سکھ مت کے افکار وعقائد ایسے دو مذاہب سے لیے گئے جو کہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ اور یہ انتہائی مسحور کن امر ہے کہ سکھ مذہب میں ان دونوں مذاہب سے کچھ عناصر کو اخذ کیا گیا ہے۔ خود گرونانک کا منشور بتاتا ہے کہ وہ کوئی نیا مذہب متعارف نہیں کروا رہا تھا بلکہ اسلام اور ہندومت کے درمیان صلح صفائی کی دعوت دینا چاہتا تھا۔ دراصل ان دونوں مذاہب کو مداہنت پر امادہ کرتا رہا۔ چنانچہ لیوس مور نے سکھ مت کے تعارف میں سب سے پہلے اسی منشور کا ذکر کیا کہ گرونانک کے نزدیک نہ کوئی مسلم ہے نہ کوئی ہندو ہے۔ اس کے بعد سکھ مت کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں۔

> "سکھ مت دنیا کے جدید ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کا آغاز سولہویں صدی عیسوی میں ہوا اگرچہ بعض اسے جدید اور خود مختار مذہب قرار دیتے ہیں مگر بعض ایسے بھی ہیں جو سکھ مت کو بنیادی طور پر ہندو مت کی ایک اور اصلاحی تحریک سمجھتے ہیں۔ درحقیقت بدھ مت اور جین مت کی طرح سکھ مت بھی اپنی بنیادی الٰہیات اور عالمی نقطۂ نظر ہندومت سے اخذ کرتا ہے اور ہندومت میں خصوصی عناصر کی اصلاح

چاہتا ہے۔ تاہم ہندومت کی دیگر اصلاحی تحریکوں کے برعکس سکھ مت دنیا کے ایک اور مرکزی مذہب اسلام کے عناصر بھی شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام اور ہندومت جیسے قطعی مختلف مذاہب کے عناصر کو ملانے کی یہ کوشش مسحور کن کہانی ہے۔"[3]

اس اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گرونانک کی یہ تحریک دراصل ہندومت کی اصلاحی تحریک ہی تھی اور اس کی حیثیت جین مت، بدھ مت کی طرح ہی ہے البتہ اس میں یہ بات نہایت لطف اندوز ہے کہ سکھ مت کی تعلیمات اسلامی تعلیمات سے ہی مستعار ہیں۔

تقابل ادیان کے کچھ ماہرین نے تو اس کو علیحدہ مذہب کے طور پر ذکر ہی نہیں کیا بلکہ ہندومت کے ضمن میں جب اس کی اصلاحی تحریکوں کا ذکر کیا تو اس کا ذکر بھی وہیں کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر اعظمی، ڈاکٹر یوسف خان اور ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اس کو اسی حیثیت کے ساتھ بیان کیا کہ ایک اصلاحی تحریک تھی۔ جبکہ کچھ مفکرین کہتے ہیں اب یہ مذہبی شناخت حاصل کر چکا ہے۔ جبکہ کچھ کے نزدیک ابھی بھی یہ اصلاحی تحریک ہی ہے کوئی نیا مذہب نہیں۔ یہاں یہ بات بھی سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ خود گرونانک کون تھا؟ ہندو؟ مسلم؟ یا کوئی اور اس بارے میں اکثر ہندوؤں کا یہی خیال ہے کہ وہ کیونکہ پیدائشی ہندو تھا اس لیے وہ ہندو ہی ہے۔ لیکن ایک بہت بڑی جماعت نے کہا یہ صلح کلی شخص تھا جس کا مذہب اسلام تھا نہ ہندو بلکہ انسانیت ہی اس کا مذہب تھا اور مقاصد حیات کو حل کرنا ہی اس کا مشرب تھا۔ چنانچہ لیوس مور اور کہنیا لعل لکھتے ہیں۔

"آخر گرونانک بروز دسمی اسوج ۱۵۹۹ بکرمی، ۹۹۳ھ اور ۱۵۳۸ کو اس جہاں فانی سے سفر کر گیا مگر چونکہ گرونانک ایک صلح کلی ہندو مسلمان کے ساتھہ برابر اتحاد رکھتا تھا بعد وفات اس کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں درباب جلانے یا دفن کرنے نعش اس کے سخت تنازع برپا ہوا۔"[4]

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ حقیقت میں تنازع ہوا یا نہیں۔ ہاں اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ہندو سمجھا جاتا تھا اور مسلمان بھی۔ حالانکہ اس کا اپنا نعرہ تھا کہ نا میں ہندو ہوں نا میں مسلمان۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ بعض سوانح نگاروں نے اس کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ چنانچہ ایک سابق سکھ سورن سنگھ دودان اسلامی

---

[3]۔ لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، مترجم: یاسر جواد، لاہور، نگارشات پبلکیشنز، ۲۰۰۳ء، ص ۲۹۱۔

Levis Mor, *Encyclopedea of World Religions*, Lahore, Nigarshat Publications, 2003, p. 291

[4]۔ کنہیا لعل، تاریخ پنجاب، لاہور، نیاز احمد پبلشر، ص ۱۱۔

Kunhiya Lāl, *Tareekh e Punjab*, Lahore, Niaz Ahmed Publishers, Manzoor Printing Press, p. 11

نام شیخ محمد یوسف نے یہ ثابت کرنے کے لیے پوری کتاب لکھی کہ بابا گرونانک کا مذہب اسلام تھاایک سو ستتر صفحات پر یہ کتاب مشتمل ہے۔اس کتاب میں بہت عمدہ مباحث ہیں مثلاً گرونانک کی صوفیاء سے میل جول، باوانانک کے چلے، باوانانک کے اقوال کاماخذ قرآن کریم ہے۔ مسلمانوں کے سکھ گروؤں کے ساتھ تعلقات وغیرہ اہم مباحث اس کتاب کا حصہ ہیں۔ اس میں مصنف نے مختلف پہلوؤں سے یہ کوشش کی ہے کہ گرونانک مسلمان تھااس میں گرونانک کے اقوال کاماخذ قرآن کو قرار دیا گیاہے۔چنانچہ سورن سنگھ لکھتاہے:

"جنم ساکھی بھائی بالاوالی صفحہ ۱۳۴ پر درج ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے محمد مصطفی کودنیاکے اوہالئی بھیجا اللہ تعالی نے باوانانک جی کو کہاکہ تیس سپارے قرآن شریف کے ہیں چار کورٹ ورتائے اور ایک ہی نام کی مہما کرواور دوسرامیرا کوئی شریک نہیں۔سو یہ حکم نانک درویش کو آیاہے کہ تو جگت میں جاکراس دا ڈھنڈوراپھیر جو کوئی حق راستی پر کھلووے گاسوپار ہووے گا۔"[5]

اس سے یہ واضح ہوتاہے کہ گرونانک کے نزدیک آپ ﷺ دنیاکے نجات دہندہ ہیں۔پھر نانک کورب العالمین کا یہ پیغام ملاکہ قرآن کریم کے تیس پاروں کی تبلیغ پوری دنیامیں کرو نجات وہی پائے گاجو حق کو قبول کرے گا۔اس کے بعد مصنف نے تقریباً پچیس آیات اور گرونانک کے اقوال ذکر کرکے یہ ثابت کیاکہ یہ اقوال قرآن کریم کی ان آیات سے ہی لیے گئے ہیں۔ نمونے کے طور پر ہم ایک مقام ذکر کرتے ہیں گرونانک کا قول ہے:

"ہرن بھرن جاکانیتر پھور تسکانتر نہ۔"[6]

"جس کی آنکھ جھپکنے سے دنیافناہو جائے گی۔"

اس قول کامعنی قرآن کریم کی اس آیت سے لیاگیاہے:

"وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ-"[7]

"اور نہیں ہے قیامت کاحکم مگر آنکھ کے جھپکنے کی طرح۔"

موصوف نے یقیناًاچھی تحقیق کی ہے لیکن یہ تحقیق ان کے منشور سے مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ ان کااسلام کی نفی کرنے کا

---

[5]۔سورن سنگھ، محمد یوسف، باوا گرونانک کامذہب،لاہور، گلزار محمدی سٹیم پریس،۱۹۱۹ء، ص ۱۳۱۔
Sooran Singh, Muhammad Yousuf, *Bāwa Guru Nānak kā Mazhab*, Lahore, Steam Pres, 1919, p. 131

[6]۔ایضاً، ص ۱۴۵۔ ibid, p.145

[7]۔النحل،۱۶:۷۷ An Nahal 16:77

منشور تواتر سے ثابت ہے۔ لہٰذا یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ موصوف اسلامی تعلیمات سے بہت حد تک متاثر تھے یا پھر یہ کہا جائے کہ گرونانک کی تعلیمات کو سکھوں نے قبول ہی نہیں کیا ورنہ پیغام رسالت و نبوت سے ان کی اتنی ناآشنائی کبھی بھی نہ ہوتی۔ اور حق یہی ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان محبت و مودت پیدا کرنے کے لیے گرونانک نے یہ سلسلہ چلایا تا کہ دونوں مذہبوں کو مداہنت پر آمادہ کیا جا سکے۔ پھر یہ بات سمجھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ اس کی تعلیمات کو سکھ مت میں بھلا دیا گیا اس لیے گرنتھ کے آخر میں بھگت بانی میں بتوں کی تعریف بھی ہے اسی طرح مذمت بھی کی بلکہ تمام بنیادی چیزوں میں یہی طریقہ رہا ہے تعریف بھی اور تنقید بھی۔ مثال کے طور پر ذات پاک کی تعریف و تنقید، ویدوں کی تعریف و تنقیص، مردہ جلانے کی تعریف و توہین، آرتی کی تائید کے ساتھ ساتھ تنقید بھی کی۔ یہی طریقہ آذان، مسجد، تناسخ اور کرامات وغیرہ کے حوالے سے اختیار کیا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سکھ مت کی تعلیمات یا تو محفوظ نہیں یا تحریف ہوئی یا پھر بعد والے گرؤوں نے سابقہ تعلیمات کو ختم کر دیا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلح کلی یعنی سب مذاہب ٹھیک ہیں گرونانک کا مذہب ہے۔ یہی مشہور مؤید ہے معتبر و معتمد یہی ہے۔ حالانکہ گرونانک نے خود سے اسلام کی نفی کی ہے۔

عقیدہ نبوت ورسالت کے بارے میں گرونانک کی تعلیمات:

گرونانک کے حالات زندگی پر ان کے عقائد و نظریات پر بہت سی کتابیں، سوانح عمریاں اور جنم ساکھیاں لکھی گئیں۔ ان کی تعلیمات میں نبوت کا تصور بہت ہی واضح ہے انسانی فلاح کے لیے رسالت اور وحی کو لازمی قرار دیا گیا ہے گورو گرنتھ میں ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کی تعداد بھی موجود ہے اور تصور نبوت بھی موجود ہے۔

"ستر سے سالار ہیں جاں کے سوا لاکھ پیغمبر تاں کے"[8]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ستر سو اس کے سالار ہیں اور سوا لاکھ اس کے پیغمبر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گرونانک کے نزدیک رسالت و نبوت ثابت ہے پھر یہ تعداد بتا رہی ہے کہ اس کے نزدیک انبیاء کی تعداد سوا لاکھ ہے۔ تو جس کے نظریات میں تصور نبوت اتنا واضح ہو اور انبیاء کی تعداد کا علم بھی ہو پھر ہر پیغمبر کو سچا بھی سمجھتا ہو اور ہر پیغمبر کو سالک بھی سمجھتا ہو۔ جیسا کہ گورو گرنتھ کے ایک اور مقام پر ہے۔

"ہر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید"[9]

8۔ گورو گرنتھ صاحب، بھیروں کبیر ۱۱۶۱:۱۸۵۲

Guru Granth Sahib, *Bhairon Kabīr*, 1852:1161

9۔ گورو گرنتھ صاحب سری، محلہ ۵۳:۶۵۔

Guru Granth Sahib Siri, *Mohalla* 53:65

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گرونانک کی تعلیمات میں انبیاء کی تعلیمات، انبیاء کے اوصاف، انبیاء کا مرتبہ و مقام بالکل واضح ہے۔اسی طرح کی باتیں جنم ساکھیوں میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ جنم ساکھی ولایت والی میں ہے۔

"میم محمد من توں من کتاباں چار

من خدائے رسول نوں سچاای دربار"[10]

اس کا مطلب یہ ہے کہ تو محمد ﷺ کی نبوت کو بھی مان چار کتابوں کو بھی مان اور خدا کے ہر سچے رسول کو مان اس بارگاہ میں عظمت اسی سے حاصل ہو گی۔یہ دونوں مصادر سکھ دھرم کے بہت اہم مصادر شمار ہوتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ گرنتھ صاحب یا جنم ساکھی کو کسی سکھ نے غیر معتبر قرار دیا ہو۔ بالکل سکھوں کے نزدیک یہ دونوں نہایت ہی مضبوط بلکہ متواتر مصادر میں سے ہیں۔اگرچہ اہل اسلام کو اس کے تواتر پر اشکالات ہیں لیکن سکھ مت میں یہ دونوں بنیادی مصادر شمار ہوتے ہیں۔لہذا ان کی تعلیمات تمام سکھوں کے لیے حتمی اور حرف آخر کی حیثیت سے ہونی چاہییں۔گورو گرنتھ کے تین اہم نسخے انتہائی مقدس غیر محرف بلکہ تمام انواع کے شبہات سے پاک مانے جاتے ہیں۔نسخہ کرتار پور، نسخہ بھائی بانو، اور نسخہ دمدما۔پہلے دو نسخے پہلے پانچ گرؤوں اور بعض دیگر مسلم و غیر مسلم شعراء کے کلاموں کے مجموعے ہیں جبکہ آخر الذکر نسخہ میں آخری دو گرؤوں کی تعلیمات ہیں جبکہ اسی نسخہ میں مزید گرؤوں کی تعلیمات کے لیے خالی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔سکھوں کے نزدیک گرو گرنتھ کا بہت بڑا مقام ہے سکھ دھرم کی تمام عبادات اسی سے لی گئی ہیں۔ہر شخص کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ تعظیماً اس کے سامنے سر جھکائے اس پر کامل ایمان رکھے۔بلکہ گرنتھ ان کے لیے ایک زندہ رہنما کی طرح ہے۔

گروار جان جب آدی گرنتھ کی تالیف کے اہم کام سے فارغ ہوا تو تالیف شدہ نسخہ باضابطہ طور پر بھائی بڈھا کے پاس ہری مندر میں رکھا اور بھائی بڈھا کو باضابطہ قاری اور اس تالیف کا ذمہ دار ٹھہرایا۔جبکہ گروار جان کے شاگرد شمالی ہندوستان میں پھیلے تو اس نے یہ محسوس کیا کہ اس نسخے سے کچھ مزید نسخے نقل کر کے ان شاگردوں میں تقسیم کیے جائیں تاکہ ہمہ وقت وہ اس تالیف کے اندر سکھ رہنماؤں کی تعلیمات کی روشنی میں راہ راست پر رہیں تو اس نے کچھ نسخے لکھوا کے دور کے مقامات کی طرف بھیجے ایک زمانے کے بعد گرو گوبند سنگھ نے گروار جان کے تالیف شدہ نسخے کی از سر نو تالیف کا ذمہ لیا تاکہ اس میں اپنے والد گرو تیغ بہادر کی تعلیمات کو مندرج کرے۔ [11]

---

[10]۔ولایت والی، جنم ساکھی، دہلی، پنجابی پستک بھنڈار، ص ۲۷۴۔

Wilayat Wali, *Janam Sākhi*, Delhi, Punjabi Pastak Bhandar, p.274

[11]. Khushawant Sing, *A History of the Sikhs*, Bombay, Oxford University Press, 301/1

سکھ مت کی یہ مذہبی کتاب کتنی محنتوں سے مرتب کی گئی اس کا نمونہ آپ کے سامنے ہے۔ ہمیں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ کتاب انتہائی اہمیت کی حامل بھی ہے اور اس کے تقدس پر سکھ مت کا اتفاق بھی ہے ساتھ ساتھ اس کو سکھ دھرم میں سب سے اہم مصدر ہونے کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ اسی طرح یہ پوری صحت کے ساتھ تنقید متن و تحقیق متن کے مراحل سے گزر کر ہی اس رتبے پر پہنچی ہے۔ پھر اس کی تصحیح کے لیے صرف دو چار افراد نے اپنی تحقیقات ہی پیش نہیں کیں بلکہ کئی ادوار کے کئی افراد کے ہاتھوں سے تحقیق کے مراحل سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی ہے۔ لہٰذا اس کے بنیادی مصدر ہونے میں شک رہا نہ کسی سکھ کے لیے اس میں شک کی کوئی گنجائش رہی۔ تو یہ سمجھنا آسان ہو گیا کہ سکھ مت میں انبیاء کا تصور واضح ہے بلکہ انبیاء کے نام ان کی تعلیمات وغیرہ بھی سکھ مصادر میں موجود ہیں۔ بلکہ سکھ مت مذہب میں تو مصلحین کا سلسلہ جاری رہے گا اسی وجہ سے گرنتھ میں مزید مصلح کی تعلیمات کے لیے جگہ باقی چھوڑ دی گئی ہے۔ چنانچہ میجر بلبیر سنگھ لکھتے ہیں:

> "جہاں اسلام میں یہ مانا جاتا ہے کہ محمد صاحب خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے وہاں گرومتی کا خیال ہے کہ ایشور اپنے نمائندے وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق ہمیشہ اس دنیا کی فلاح و انسانیت کی بھلائی کے لیے بھیجتا رہتا ہے"[12]

اس عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سکھ مت میں پیغمبر اور گرو ایک ہی چیز ہے جبکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور دنیا کی فلاح کے لیے مصلح آتے رہیں گے حالانکہ نبوت اور گرو میں بہت بڑا فرق ہے۔

۱۔ گرومتی میں گرو کبھی یہ دعویٰ ہی نہیں کرتا کہ میں گرو ہوں جبکہ نبوت کے لیے دعویٰ ضروری ہے۔

۲۔ نبوت میں موروثیت نہیں ہوتی جبکہ گرومتی میں موروثیت ہوتی ہے۔

۳۔ نبی معصوم ہوتا ہے جبکہ گرو معصوم نہیں ہوتا۔

۴۔ گرومتی میں گرو ظاہراً کسی انسان سے تعلیم حاصل کرتا ہے کسی کے افکار سے متاثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود نانک کے لیے یہ روایت بہت مشہور ہے کہ وہ شیخ فرید الدین اور کبیر کے افکار اور ان کی شاعری سے متاثر تھا جبکہ نبی دنیا میں کسی سے تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ آسمانی کتب میں یا نبیوں کے اخبار میں کہیں بھی نہیں دیکھیں گے کہ ہو نبی اور کسی کے پاس پڑھتا رہے کسی کے افکار کو اپنا مذہبی شعار بنالے یا کسی اور کی تعلیمات کو ہی اپنا مذہب قرار دے دے۔

---

[12]۔ میجر، بلبیر سنگھ، سکھ مت، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۱۹ء، ص ۶۳۔

Major Balbir Singh, *Sikh mat*, Patna, Khuda Bakhsh Oriental Public Library, 2019, p. 63

انبیاء کی تعلیم کا انتظام فطرتی ہوتا ہے وہ کسی کے پڑھانے سے، سکھانے سے نہیں سیکھتے ان کا پڑھنا اور سیکھنا ان کے رب کے پاس سے ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ جب یہ 10 گرو ایک ہی سلسلہ کے ہیں تو ان کی تعلیمات میں بھی مماثلت ہونا ضروری تھا لیکن یہاں ایسا نہیں ہے۔ گرو متی کے پہلے چند گرؤوں کی تعلیمات میں امن و آتشی کا واضح پیغام ہے جبکہ آخری گرو کی تعلیمات میں مادیت تعصب و عناد پر شدت اور قومیت کا فرق، غیر روحانی عوامل کی بھرمار ہے۔

اسی وجہ سے آخری گرؤوں نے آسٹریلیا میں اور پھر جنگ عظیم اول و دوم میں بہت سارے ہندؤوں کو نئ تعلیمات کی وجہ سے یا سابقہ تعلیمات سے انحراف کی وجہ سے دوسروں کی جنگ میں جھونک دیا۔ اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے کئی لاکھ سکھ ان پرائی لڑائیوں میں لقمہ اجل بن گئے۔ سکھ مت میں جنم ساکھیوں کا بہت اعلیٰ مقام ہے کہ یہ سکھ مت کے مصادر میں سے چوتھا اہم ترین مصدر ہے یہ سکھ مت کے ادب کی تفسیر میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان جنم ساکھیوں میں آدی، بالے ،مہرباں، حافظ آباد والی، پوراتن والی ولایت والی جنم ساکھیاں مشہور ہیں۔ ولایت والی جنم ساکھی کا ایک نسخہ ڈاکٹر ٹرمپ کے پاس ۱۸۸۳ء میں لندن کے انڈین کتب خانے میں موجود پایا گیا۔ اس نسخے کو جب جول بروک نے سکھوں کی طرف روانہ کیا تو اس کا نام ولایت والی جنم ساکھی رکھ دیا گیا۔ الغرض یہ جنم ساکھی بھی دوسری جنم ساکھیوں کی طرح سکھوں میں مشہور و معتبر سمجھی جاتی ہے۔

ان دونوں مصادر میں سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سکھ مت شروع کے گرؤوں کو اس بارے میں ذرا برابر بھی تامل نہیں تھا بلکہ انکے نزدیک نبوت و رسالت مقدس مرتبے ہیں اور ان پر صادق افراد ہی متمکن ہوتے ہیں لیکن شومئ قسمت کہ سلسلہ نبوت کو گرو متی سے تعبیر کیا گیا اور ایک نبی اور گرو میں فرق نہ سمجھا گیا۔ شاید اسی وجہ سے سکھ مت کے بعد والے گرؤوں نے بالخصوص مافوق الطبیعات امور کا انکار کیا۔

لہٰذا گرو متی کی شروع کی تعلیمات میں انبیاء کا تصور نبوت و رسالت بالکل واضح ہے۔ اسی گرو متی نے ہی نبوت و رسالت کے تصور کو بگاڑ کر گرو متی سے تبدیل کر دیا۔ قادیانیت کی ویب سائٹ، چینلز، مختلف مذہبی تقریروں اور تحریروں میں اس نظریے کی تائید اور حمایت کی گئی ہے کہ مصلح ہوتے رہیں گے اور یہ گرو آتے رہیں گے ان کے وجود سے ہی دنیا کی اصلاح متعلق ہے۔ حالانکہ ہر نبی مصلح ہوتا ہے لیکن ہر مصلح نبی نہیں ہوتا۔ نبی کے لیے ایک دائرہ کار ہوتا ہے، نبی ایک نظام بناتا ہے، ایک ایسی شریعت لاتا ہے جو قوموں کا راستہ متعین کرتی ہے بلکہ ان کو زندگی کا نظم و نسق سکھاتی ہے۔ نبی کے پاس خاص قوتیں ہوتی ہیں جو کہ مصلح کے پاس نہیں ہوتیں۔

معجزے کو معجزہ کہتے ہی اس لیے ہیں کہ اس کے ذریعے سے نبی غیر نبی کو عاجز کر دیتا ہے۔اس لیے مصلح ہونا ایک اکتسابی امر ہے اس لیے اس کے پیچھے خدائی طاقتوں کا کار فرما ہونا ضروری نہیں، جبکہ نبوت کے پیچھے خدائی طاقتوں کا کار فرما ہونا ضروری ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ"[13]

"بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔"

یہاں "البینات" سے مراد عام اکتسابی امور نہیں کیونکہ "بینہ" وہ گواہی ہوتی ہے جسے خصم ماننے پر مجبور ہو جائے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے ایک اور مقام پر اسی کی تشریح فرمائی:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ" [14]

"بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور اولاد بھی بنائی اور کسی رسول کے لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر نشانی لے آئے۔"

"بینہ" ایسی واضح دلالت کو کہتے ہیں جس کا تعلق حواس سے ہو یا عقل سے ہو۔

"الدلالة الواضحة عقلية كانت او حسية"[15]

"بینہ" کی یہ تعریف لغوی ہے اصطلاحی نہیں ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لغوی اور اصطلاحی تعریف میں مناسبت ہے یعنی دونوں فریق مخالف کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہیں۔کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ"[16]

"تاکہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے ہلاک ہونا ہے حجت کے تمام ہونے سے اور زندہ رہے وہ شخص جس نے زندہ رہنا ہے حجت کے تمام ہونے سے۔"

---

[13]۔الحدید،۵۵:۲۵۔ Al Hadeed, 55:25

[14]۔الرعد،۱۳:۳۸۔ Al Rā'd 13:38

[15]۔امام راغب، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القران، مدینہ منورہ، مکتبہ نور المصطفی، ۱۹۹۱ء، زیر مادہ: بان،

Imam Raghib Asfahānī, Husain bin Muhammad, *Al-Mufridāt fi Gharā'ib Al Qur'ān*, Madina, Maktaba Noor al-Mustafā

[16]۔الانفال،۸:۴۲۔ Al Anfāl, 8:42

اس آیت میں "بینہ" سے مراد وہ حجت تامہ ہے جس کی نظیر لانے سے انسان عاجز آجاتے ہیں۔اور اسی معنی کے اعتبار سے یہ ارشاد ربانی ہے:

"وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلاً يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظَالِمُوْنَ" 17

"اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں یہاں تک کہ وہ اس کے بڑے مرکزی شہر میں رسول بھیج دے جو ان پر ہماری آیات تلاوت کرے اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں مگر اس حال میں کہ ان بستیوں میں رہنے والے ظالم ہوں۔"

قشیری، بیضاوی، طبری، ابن کثیر، ماوردی وغیرہ نے "بینات" کا یہی معنی تحریر کیا ہے۔ پھر اگر گرومتی کے اس قول کو لے لیا جائے کہ مصلحین کا سلسلہ جاری رہے گا اور وہ آتے رہیں گے تو پھر ان کو چاہیے کہ ہر مصلح کو اپنا گرو مانیں تو اس صورت میں ان پر یہ الزام لازم آئے گا کہ تمہارے نزدیک تو ہر دور میں اصلاح کرنے والے آتے رہیں گے پھر تم نے کس وجہ سے باقی اصلاح کرنے والوں کو گرو تسلیم نہیں کیا۔الغرض ان کے اس نظریے کے بہت سے مفاسد ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر عقیدہ نبوت ورسالت سے عناد اَرو گردانی کا الزام لازم آتا ہے۔

رسالت مآب ﷺ سے گرونانک کا تعلقِ خاطر اور سکھ مت میں اس کا انحراف:

اس میں کوئی شک نہیں کہ سکھ مت کی تعلیمات پر اسلامی اثرات واضح طور پر مرتب ہوئے جب تک یہ اصلاحی تحریک تھی مذہب نہ بنا تھا تب تک گرومتی میں آپ ﷺ کا نام نہایت ہی عقیدت سے لیا جاتا رہا لیکن جیسے ہی گرومتی سکھ مت میں تبدیل ہوئی تو آپ ﷺ سے عقیدت کم ہوتی گئی۔اور پھر سکھوں نے بھی استبعاد نبوت کا موقف اختیار کیا جو کہ ابتدائی گرومتی کے نظریات کے سراسر خلاف بلکہ گرومتی کی تعلیمات کے انحراف کے مترادف ہے۔ بہرحال گرونانک کی تعلیمات رسول اللہ ﷺ کے پیغام نبوت کی تصدیق کرتی ہیں جگہ جگہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف، آپ کی نبوت رسالت کا اعتراف بلکہ گرنتھ صاحب کے مختلف مقامات، جنم ساکھیوں کے مختلف مقامات میں رسول اللہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا میں ہے، سورن سنگھ لکھتے ہیں:

17۔ القصص، ۲۸: ۵۹۔ Al Qasas 28:59

"تاں پھر پیغمبر نوں جبریل لے گیا اور اتھاں پڑدے وچ پیغمبر نال خداوند تعالی سے گلاں ہوئیاں اور پڑدے وچہ خدادی شبیہ وسدی سی تا آواز ہوئی اے پیغمبر میری تیری تشبیہ نہیں تو میری شبیہ ہیں تاں تے اپنے روپ دی صورت سب جگہ ہے مگر صاف شیشے وچ نظر آوندی ہے اسی طرح میں سب جگہ ہاں اور تیرا آئینہ صاف ہے اور تیرے وچ میری شبیہ نظر آوندی ہے۔"[18]

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ گرونانک کے نزدیک آپ ﷺ کا مقام کیا ہے۔ جس رب کو وہ ایک مانتا ہے اس نے محمد مصطفی کو کن صفات قدسیہ سے نوازا ہے یہ عین وہی باتیں ہیں جو مسلمان اپنے نبی کی مدح و سرائی میں کرتے ہیں ہمیں اس بات پر افسوس ہے کہ جس نبی کے شرف کو اس انداز میں مانا جائے، جس نبی کی حقانیت بندے پر کھل جائے پھر بھی اس سے رو گردانی کی جائے۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں بابر اور گرونانک کے مکالمے کے دوران کئی دفعہ گرونانک آپ ﷺ کی نبوت وصداقت، آپ کی باکمال ہستی، آپ کے اخلاق اور اعلیٰ کردار کا معترف نظر آتا ہے۔اسی طرح گرنتھ صاحب میں ہے

"اٹھے پہر بوندے رہن کہاون سنڈڑے سول دوزخ پوندے کیوں رہن جان چت نہ آوے رسول"[19]

یعنی صبح شام ہر وقت وہی لوگ تکلیفوں اور گمراہیوں میں سرگرداں رہتے ہیں جو وسعت سے زیادہ ہو بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو بندے رسول اللہ کو یاد نہیں کرتے وہی اپنے آپ کو جہنم کے سپرد کرتے ہیں۔ گرنتھ صاحب کے یہ الفاظ انتہائی واضح اور بالکل صاف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رو گردانی کرنے والے خود کو جہنم کا سامان بناتے ہیں۔کاش گرنتھ صاحب پڑھنے والے اس اعتراف کے بعد اس مقدس ہستی پر ایمان لے آتے،ان کی اتباع کرتے لیکن اس مقدس ہستی کا عرفان حاصل کرنے کے باوجود یہ لوگ اس ہستی سے بیگانہ ہو گئے۔

یہود و نصاری کی طرح ان پر رسول اللہ ﷺ کی ہستی بالکل واضح ہو چکی تھی نہ جانے کیوں اس قدر غدر کیا اور رسول اللہ ﷺ سے بے اعتنائی برتی گئی۔ جنم ساقی بھائی بالا کلاں کے شروع میں گرو صاحب اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ جتنے بھی نیک، برگزیدہ، مصلح پیدا ہوئے چاہے وہ برہما وشنو مہیش اور مہادیو ہوئے جو ہندوؤں کی نہایت عظیم الشان شخصیات ہیں ان سب کی خوبیوں اور کمالات کی جامع ہستی آپ ﷺ کی ہستی ہے۔

---

[18]۔ سورن سنگھ، باوانانک کا مذہب، ص ۸۹۔

Sooran Singh, *Bāwā Nānak kā Mazhab*, p. 89

[19]۔ گورو گرنتھ صاحب، گوڑی کی وار شلوک، محلہ ۵: ۳۳۰

Guru Granth Sahib, *Goudi ki Wār Shlok*, Mohalla 5:330

"اول خود خدا سی قدرت نور کہائے

برہما، وشن، مہیش تین پہر قدرت لیے بنائے

راجس، سہاسک، تامسی ایہا گن ات کیں

تینوں مل غلیظ ہوئے تا نتے بھی زمیں

اول آوم مہیش ہوئے دوجا برہما ہوئے

تیجا آوم مہادیو محمد کہے سب کوئے۔"[20]

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ گرونانک نے آپ ﷺ کو تمام ہندو مہاویروں سے افضل و اعلیٰ مانا ہے اس کے باوجود بھی اس نے آپ ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ بلکہ آپ کی عظمتوں کے اعتراف کے باوجود آپ سے وابستگی نہ رکھ سکا اور طریقہ یہودی اختیار کیا۔ پھر اس اسی گرنتھ صاحب کے راگ بھیروں کبیر میں ہے

"شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رشید

برکت تن کوں اگلی پڑھدے رہن درود"[21]

اس کی توضیح شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں ہے کہ اس سے مراد یہ درود شریف ہے جو نماز کی دعا کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ لہذا کسی طرح بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک طرف تو گرونانک کی تعلیمات رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے اس کامل یقین پر ہوں پھر کس طرح سے سکھ مت میں یہ نظریہ آیا خصوصاً جبکہ وہ اعتراف کر رہا ہے کہ آپ ﷺ تمام صفات کے جامع ہیں۔ لہذا جب آپ کی ذات اتنی اکمل وارفع ہے تو پھر گرونانک نے برملا آپ ﷺ کا کلمہ کیوں نہیں پڑھا خود کو آپ ﷺ کا امتی کہلوانے سے قاصر کیوں رکھا۔ یہ کیسی دورنگی تھی کہ ایک طرف ان کی عظمتوں کا اعتراف دوسری طرف ان کے دین سے بیگانگی، ان کے دین سے عدول واعراض۔ یہ کس طرح کی اصلاح تھی جس میں حق کو پہچان کر بھی حق سے روگردانی کی گئی۔ یہ کیسا ظلم تھا کہ اپنے بعد والے گرؤوں کو بھی اس بارے میں کوئی تلقین نہیں کی۔

---

[20]۔ بھائی بالے والی، جنم ساکھی کلاں، دہلی، پنجابی پستک بھنڈار، ص ٦۔

Bhai Bale Wali, Janam Sakhi Kalān, Delhi, Punjabi Pastak Bhandar, p. 6

[21]۔ گرنتھ صاحب، راگ بیروں کبیر: ١١٦١۔

Granth Sahib, *Rāg Bairon Kabīr*: 1161

اس مقام پر آکر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ نانک کی تعلیمات صرف امن و سلامتی اتحاد و مداہنت تک ہی محدود تھیں وہ اپنے علاقہ میں ان دونوں بڑے مخاصمین یعنی اسلام اور ہندو مت میں صلح صفائی چاہتا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ نانک صاحب نے آپ ﷺ کی بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ جیسے ایک جگہ کہا:

"باجد محمد بھگت آجائیں۔"[22]

یعنی آپ کی پیروی کے بغیر عبادات ضائع ہیں ساری ریاضتیں خاک میں مل جائیں گی۔ دوسری جگہ کہتا ہے:

"پہلا نام خدا دادو جانام رسول تیجا کلمہ پڑھ لے نانک جو درگاہ پوش قبول۔"[23]

یعنی مقبولیت بارگاہ الٰہی کے تین نسخے ہیں پہلا اللہ کو مان دوسرا رسول کو مان تیسرا کلمہ پڑھ۔ پھر بھی افسوس ہے کہ جس بندے کو رسالت کے بارے میں اتنا یقین ہو پھر بھی وہ کلمہ نہ پڑھے تو نانک کی تعلیمات پر بہت سے سوالات اٹھتے ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کسی ہستی کے بارے میں اس قدر روشن دلائل ہونے کے باوجود بھی اس کو نہ مانا بلکہ اس مذہب کے ماننے والے صوفیوں کے درپے ہوئے ان کے خیالات سے مطمئن ہوئے پھر ان مخالفت کی بھی حد کر دی۔ ایک محقق لکھتے ہیں:

"مسلمانوں سے سکھوں کو بڑی دشمنی تھی اذان یعنی بانگ بہ آواز بلند نہیں ہونے دیتے تھے مسجدوں کو اپنے تحت لے کر اس میں گرنتھ پڑھنا شروع کر دیتے اور اس کا نام مست گڑھ رکھتے تھے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جہاں پہنچتے تھے جو برتن مٹی کا استعمالی کسی مذہب والے خصوصا مسلمانوں کا پڑا ہوا ان کے ہاتھ آجاتا تو پانچ چھتر اس پر مار کر اس میں کھانا پکا لیتے تھے."[24]

پھر حد یہ ہے کہ گرونانک کو حقانیت قرآن پر بھی کسی قسم کا کوئی تحفظ نہیں بلکہ قرآن کی تعریف میں بارہا لب کشائی کرتا ہے اور قرآن کو پوری مخلوق کے لیے ہدایت سمجھتا ہے اور قرآنی تعلیمات سے روگردانی کو نہ عاقبت اندیشی سمجھتا ہے۔ تمام کائنات کے لیے قرآن ہی کیمیائے سعادت ہے قرآن نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

---

[22]۔ امر تسری، ابوالامان، گوروگرنتھ سنگھ اور اسلام، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۰۔
Amritsari, Abul Aman, *Guru Granth Sahib and Islam*, Lahore, Idārah Thafāqat Islamia, 1960, p. 130

[23]۔ سورن سنگھ، محمد یوسف، باوا گرونانک کا مذہب، ص ۱۳۶۔
Sooran Singh, Muhammad Yusuf, *Bawa Guru Nānak kā Mazhab*, p. 136

[24]۔ احمد عبداللہ، مذاہب عالم، لاہور، مکی دارالکتب، ۲۰۰۲ء، ص ۱۱۶۔
Ahmad Abdullah, *Mazāhib e Ālam*, Lahore, Makki Dar-ul-Kutub, p. 116

"کل پروان کتیب قرآن

پوتھی پنڈت رہے پوران

نانک ناؤں بھیا رحمان

کر کرتا تو ایکو جان۔"[25]

یعنی اب تمام زمانے کے لیے قرآن ہی نافذ العمل کتاب ہے اس کے علاوہ تمام پوران اور پنڈت منسوخ ہو چکے۔ اب اللہ تعالی کی نہایت ہی شاندار صفت رحمانیت جلوہ گر ہے یہ بات یاد رکھ لیں کہ کرتا پورکھ اور رحمان ایک ہی ہستی کے متعدد نام ہیں۔

علامہ اعظمی نے گرونانک اور اس کے بعد والے چار گروؤں کے بارے میں یہ نظریہ واضح کیا ہے کہ وہ آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ کی نبوت پر یقین رکھتے تھے۔ پانچویں گرو ارجن داس تک سکھ مت کی یہی تعلیمات رہیں ان کے بعد سکھ مت میں عقیدہ اوتار نے جگہ لے لی اور ان پانچ گروؤں کو الوہیت سے تعبیر کر دیا۔ اس طرح ہندو مت کا عقیدہ اوتار عقیدہ تناسخ کی طرح سکھ مت کی وبال جان بن گیا پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ان گروؤں کی تعلیمات سے گرومتی عقیدے والے بالکل منحرف ہو گئے۔ اور اس طرح سکھ مت پر دوبارہ ہندو مت کے اثرات مرتب ہونے لگے۔ ڈاکٹر اعظمی لکھتے ہیں:

"الا ان مؤسسة السيخية لم يقتع بها وتاثر بعقيدة الاسلام فى ارسال الرسل والانبياء من بنى ادم وبقيت هذه العقيدة معروفة عند السيخيين الى زعيمهم الخامس فهو ارجن داس المولود في سنة١٥٦٣ والمتوفى ١٦٠١ ولما تولى رئاسة السخيين هذا المصلح اعلن بالوهية جميع مصلحين السابقين وادخل فى السيخية عقيدة اوتار"[26]

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ گرونانک اور اس کے بعد کے چار گروؤں نے رسالت مآب ﷺ کو بھی پہچانا، نبوت اور رسالت کا اعتراف بھی کیا بلکہ اس عقیدے کا پرچار کیا اور اس کو اپنے بنیادی مصادر میں جگہ دی لیکن بعد والے لوگوں نے ان کی تعلیمات کو پس پشت ڈالا اور ان کی تعلیمات سے روگردانی اختیار کی۔

سکھ مت میں انکار نبوت کے عوامل:

یہ سوال نہایت ہی اہم ہے کیونکہ ایک طرف سکھ مت کے مصادر عقیدہ نبوت اور رسالت کی ضرورت و اہمیت کو بیان کرتے

---

[25]۔ احمد عبداللہ، مذاہب عالم، ص ١١٦۔

Ahmad Abdullah, *Mazāhib e Ālam*, p. 116

[26]۔ اعظمی، ڈاکٹر ضیاء الرحمن، فصول فی ادیان الہند، مدینہ منورہ، دار البخاری، ١٩٩٧ء، ص ١٩١۔

Azami, Dr. Zia-ur-Rehman, *Fassūl fī Adyān-ul-Hind*, Madina, Dar-ul-Bukhaari Madina, 1997, p. 191

ہیں جبکہ دوسری طرف بالخصوص اس عظیم ہستی کی رسالت و نبوت کا انکار کرتے ہیں۔اس کے پیچھے دراصل کئی عوامل ہیں جن کی تفہیم سے سکھ مت کا نظریہ انکار رسالت محمدی بالکل اچھی طرح سمجھ آجائے گا۔

ا۔ گرونانک کی تعلیمات میں تضادات:

گرونانک کی تعلیمات میں جہاں آپ ﷺ کی رفعت و مقام کو بیان کیا گیا وہیں پر آپ ﷺ کی شان کے خلاف ہرزہ سرائی بھی کی گئی بلکہ عارفانہ تجاہل اختیار کیا گیا۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں ہے:

"گرونانک نے کہا کہ مردانیاں ابھی محمد نے پھر پیدا ہونا ہے تین گن کے بیچ رہا ہے تین گنوں میں سے نکلا نہیں اس کو پھر ہندو کے گھر جنم لینا ہے ۱۵۰۰ برس اس کی بہشت میں رہنے کی معیاد ہے جب ۱۵۰۰ برس پورا ہو گا تو وہ پھر ہندو کے گھر جنم لے گا پرنتو سودر کے گھر اس کو پورا ہست غور پر لوکی ملے گا تو اس کا جنم مرن رہت ہو گا اس میں جیڑا بہت تھی ایک جنم ان کا رہتا ہے۔"[27]

اسی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گرونانک آپ ﷺ کی حیثیت اوتار والی مانتا ہے۔ پھر حیرت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں نظریہ تناسخ کا بھی قائل ہے۔ مزید یہ کہ ۱۵۰۰ سال بعد آپ جنت سے واپس آئیں گے اسی طرح آپ کا مرنا اور جینا بار بار ہوتا رہے گا اسی طرح آپ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوں گے۔اس متضاد عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گرونانک کی تعلیمات میں انتہائی تضاد ہے۔اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ صلح کلی والے افراد ہمیشہ تذبذب اور تزلزل کا شکار رہتے ہیں، حصول یقین سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔اس لیے ان کے عرفان کو تخیلاتی و فکری کشمکش سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۲۔ گرومتی کے مصادر میں تضادات:

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنم ساکھیاں ہوں یا گرنتھ کے دونوں حصے ہوں ان میں بہت سارے تضادات موجود ہیں ان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ولی بابا قندھاری اور نانک کی کہانیاں جو کہ سکھ مت میں بہت مشہور ہیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ یہ جنم ساکھی بھائی والے کی ابتدائی چار اشاعتوں میں اس کا کہیں کوئی تذکرہ ہی موجود نہیں۔ ۱۹۳۰ کی اشاعت میں پہلی دفعہ یہ کہانی ذکر کی گئی خود گورو گرنتھ کے اندر بھی تضارات اور تناقضات کی بھرمار ہے۔ مثلاً گرومتی کے ابتدائی گرؤوں کے کلام میں بھی تضاد ہے مثلاً گورو گرنتھ کا ایک شعر ایسا ہے جس میں کرشن کو الوہیت کا درجہ دیا گیا ہے۔ مثلاً راما لی گوری میں کرشن کو الوہیت کا درجہ دیا گیا ہے پھر اسی گورو گرنتھ میں رام اور کرشن دونوں کے معبود ہونے کی نفی کی

---

[27]۔ بھائی بالے والی، جنم ساکھی، ص ۱۷۵۔

Bhai Bāle Wāl, *Janam Sākhi*, p.175

گئی ہے۔ اسی طرح بتوں کی عبادت کو کہیں سراہا گیا اور کہیں اس کا شدید رد کیا گیا۔ چنانچہ راگ بھیروں میں نام دیو کے ذیل میں ایک قصیدہ ہے جس میں گورو گوبند رائے کے نام پر بتوں کی عبادت کی دعوت دی گئی ہے جبکہ کبیر کے راگ آسا میں اس کی تردید کی گئی ہے۔

۳۔ مختلف نظریات کے حامل افراد کے اقوال:

جس کو گرنتھ صاحب کی تالیف سے تھوڑی سی بھی واقفیت ہے وہ یہ مانتا ہے کہ اس میں مختلف صوفیاء، سنت، جوگی، سنیاسی لوگوں کے اشعار اور اقوالِ معرفت مذکور ہیں۔ جیسے شیخ فرید، شیخ ابراہیم، کبیر صاحب، رمانند، نام دیو جے دیو وغیرہ کے قصائد و اشعار شامل کیے گئے ہیں۔ جبکہ ان میں سے کچھ کٹر ہندو ہیں اور کچھ مسلمان ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ہندومت اور اسلام کی ایک جگہ گنجائش تو نہیں ہو سکتی، لہذا یہی کہنا مناسب ہو گا کہ ابتدائی دور میں یا گرنتھ صاحب کے تالیفی دور میں سکھ مت کا کوئی مذہبی تشخص نہیں تھا۔ وقتی طور پر تو شاید اس تحریک کو کچھ مقاصد حاصل ہو گئے لیکن اصل میں اس تحریک کے ذریعے سے ہندوستان میں ایک سیکولر مذہب کی تحریک شروع کی گئی جس پر بعد میں ہندومت کا رنگ غالب آ گیا۔

۴۔ سکھ مصادر میں تحریف:

سکھ مصادر میں بالخصوص گورو گرنتھ میں تحریف واقع ہوئی اس لیے کئی جگہوں پر کئی سکھ دانشوروں نے اس میں تحریف کا اعتراف بھی کیا۔ چنانچہ بابا موہن اور گورو گرنتھ کے قصیدے میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً مول منتر جو کہ گورو گرنتھ کے سرورق پر کنندہ ہے اس میں بھی سکھ دانشور تحفظات کا شکار ہیں۔

> "اسی طرح چپ جی سورداس کے کلاموں میں بھی تحریف مذکور ہے مزے کی بات یہ ہے کہ پھر ان راگوں میں بھی تحریف واقع ہو چکی ہے۔"[28]

گورو گرنتھ میں اسی طرح جنم ساکھیوں میں ترمیم اور تحریف دونوں کے واضح ثبوت موجود ہیں جو علماء پر مخفی نہیں۔

۵۔ گروؤں کی تعلیمات سے انحراف:

جیسا کہ علامہ اعظمی کے حوالے سے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ابتدائی پہلے پانچ گروؤں نے عقیدہ نبوت اور رسالت کو مسلم رکھا بعد والوں نے ان کی تعلیمات سے انحراف کیا۔ کیونکہ سکھ مت پر اس وقت ہندومت کے افکار نے غلبہ پا لیا۔ کیونکہ

28۔ماریہ مان، سکھ مت کے بنیادی مصادر اور اسلام سے ان کا تقابل، مقالہ برائے پی ایچ ڈی: ۲۰۱۹ء، محی الدین اسلامک یونیورسٹی نیریاں شریف، آزاد کشمیر
Maria Maan, *Sikh mat k Buniyādi Masādir aur Islam ka Taqābul*, Ph.D Thesis: 2019, MIU, AJK

گرونانک یہ چاہتے تھے کہ مختلف مذاہب کی اچھی اچھی چیزوں کو اکٹھا کر کے ایک نئے مذہب کی ابتداء کی جائے۔ لامحالہ متضاد اصولوں اور عقیدوں کی ترکیب نے سکھوں کو پریشان کر دیا جس کی وجہ سے سکھوں نے ان تعلیمات سے منہ موڑ لیا۔

۶۔ گرومتی اور اسلام میں کشمکش:

گرونانک یہ چاہتا تھا کہ مسلمان اور ہندو ایک زمین پر اکٹھے ہو کر رہیں ان کو نظریاتی تصلب سے پاک کر دیا جائے۔ لیکن مغلوں کے دور حکومت میں حکومت کے اندر حکومت بنانے کے جرم میں اور عشر مقرر کرنے کے جرم میں ان دونوں کے درمیان شدید کشمکش ہوئی۔ حالانکہ نئے سکھوں میں ہندومت کے اثرات موجود تھے اس لیے ان میں پہلے سے زیادہ شدت آئی جس کے نتیجہ میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان بہت سارے جنگی معرکے رونما ہوئے جس کی بدولت سکھ مسلمانوں پر ہندوؤں سے بھی زیادہ شدت اختیار کرنے لگے۔اسی دور میں سکھ مت میں دوبارہ بت پرستی لوٹ کر آئی کچھ میں گرؤوں کی پرستش لوٹ آئی۔ وہ تمام چیزیں جو ان دونوں کو قریب لانے میں اہم کردار ادا کر رہی تھیں اس نے ان کو پہلے سے بھی زیادہ دور کر دیا۔اس لیے سکھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو برابر کا دشمن سمجھا لیکن نظریاتی طور پر ہندوؤں کے ساتھ قلبی و فکری وابستگی ظاہر کی۔

۷۔ گرؤوں کی حیثیت میں ارتقاء:

گرومتی میں عقیدہ نبوت اور رسالت کے انکار کے بنیادی عوامل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے بہت بعد میں جا کر ان گرؤوں کو الہامی شخصیات قرار دے دیا۔ حالانکہ پہلے والوں کا یہ دعویٰ نہیں تھا اس لیے جب گرنتھ صاحب مدون ہونے لگی تو اس میں غیر الہامی شخصیات کے قصائد کو شامل کیا گیا۔ پھر ایک طرف سے ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ شخصیات الہامی ہیں دوسری طرف مافوق الطبعیات امور پر بھی ان کو تحفظات ہیں تو کیا مسلسل الہام مافوق الطبعیات میں سے نہیں شمار ہوتا۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ کبھی کہا جاتا ہے کہ سارے گرو منتخب ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہے گا اور کبھی کہا جاتا ہے کہ گرؤوں کا سلسلہ ۱۰ پر بند ہو چکا ہے کبھی اگلا پچھلے کو منتخب کر کے جاتا ہے اور کبھی ایسے ہی چھوڑ کے چلا جاتا ہے۔ الغرض اس نظریے کے تسلیم کرنے سے سکھ مت کی تعلیمات،افکار اور اطلاقات میں مزید پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۸۔ گرؤوں کو خدائی رتبہ پر چڑھانا:

بعد کے سکھوں نے گرومتی مذہب کو بالکل شرکیہ مذہب بنا ڈالا۔اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ گرو جو پہلے الہامی افراد واشخاص تھے انہیں خدائی کے مرتبے پر پہنچا دیا گیا۔ جس کی وجہ سے عقیدہ اوتار نے سکھ مت میں دوبارہ جگہ بنائی ساتھ ہی ساتھ سکھ مت بری طرح سے اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں ناکام رہا۔ چنانچہ اس دور میں گرو کے تمام الفاظ کی

حیثیت خدا کے بولے ہوئے کی ہو گئی۔ وہ خدائی حکم کی طرح ہی ہو گیا نجات کا واحد طریقہ گرومتی اطاعت ہی قرار دے دیا گیا۔ گرنتھ صاحب میں پانچویں گرو کا قول اس طرح ثبت ہے:

"گرو خدا ہے اس لیے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا نرائن سنگھ کی کتاب ہمارا ورثہ مطبوعہ چیف خالصہ دیوان امرتسر میں ہے کہ نانک گرو ہے اور نانک خدا ہے"[29]

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گرو پہلے صرف نیک انسان تھے پھر کچھ لوگوں نے انہیں الہامی شخصیات قرار دے دیا تب ہی ایک گروہ نے انہیں اوتار مان لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گرو خدا قرار دے دیے گئے۔

خلاصہ بحث:

گرومتی یا سکھ مت ابتدائی دور میں باقاعدہ مذہب نہیں تھا بلکہ اسلام اور ہندومت کی تعلیمات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرنے والی تحریک کو سکھ مت یا گرومتی کہا جاتا ہے۔ یہ ہندومت کی اصلاحی تحریک تھی اس میں ہندوؤں کی ناانصافیوں سے تنگ لوگوں نے بڑھ کر چڑھ کر حصہ لیا اور اس طرح انہوں نے ایک منظم تحریک بنائی۔

سکھ مت ایسی تحریک تھی جو ہندومت میں ظلم و تعدی، تشدد و تعصب، ذات پات کی وجہ سے بہت زیادہ تبدیلیوں کی خواہش مند تھی کیونکہ ہندومت پر مادیت کا غلبہ تھا ایسی چیزیں جو اخلاقی، منطقی، سائنسی اور عقلی معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں ان چیزوں کو ہندومت میں بہت اہمیت حاصل ہو گئی حالانکہ مذاہب مقاصد زندگی واضح کرتے ہیں، بنانے والے کا عرفان دیتے ہیں، اچھے اخلاق سکھاتے ہیں اور روحانیت کے حصول کے مختلف راستے بتاتے ہیں اسی لیے اس تحریک نے یہ چاہا کہ وہ درج ذیل اصطلاحات لائے: ایک خدا کی عبادت کرنا، بہت سارے خداؤں کی نفی کرنا، مادیت سے چھٹکارا پانا، ذات پات سے چھٹکارا پانا، بنانے والی ہستی کا کامل طور پر عرفان حاصل کرنا اور سب سے اہم بات روحانیت کے مراتب طے کرنا اسی وجہ سے سکھ مت نے شروع شروع میں یہ طریقہ مسلمان بزرگان دین سے حاصل کیا اسی وجہ سے ان کے طریقہ اور افکار سے بھی بہت حد تک یہ لوگ متاثر ہوئے اور انہیں یہ لگا کہ اس کے بغیر زندگی کے مقاصد ان کو حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لیے آج بھی سکھ دھرم میں ان بزرگان دین کو بہت زیادہ پڑھا جاتا ہے جنہوں نے زندگی کے فلسفہ کو عجز و نیاز سے تعبیر کیا اور عرفان کے مختلف راہوں سے پردے اٹھائے۔ حالانکہ سکھ مت کو یہ اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جس چیز کا حصول وہ مسلمان

---

[29]۔ جی، این، امجد، اسلام اور دنیا کے مذاہب، لاہور، مفید عام پبلشرز، ص ۳۸۴۔

G.N., Amjad, *Islam aur Duniya k Mazāhib*, Lahore,MufId e Ām Publishers, p. 384

بزرگوں سے چاہتے تھے وہ انہیں ان کے نبی سے ہی پہنچا تھا لہذا اس تحریک کے جو بھی مقاصد تھے وہ نبوت کی ذات کے ساتھ ہی منسلک تھے لیکن افسوس درافسوس کہ ان لوگوں نے نبوت کو چھوڑ دیا اور نبوت سے فیض پانے والوں سے جزوی طور پر اکتساب فیض کرنے کی کوشش کی، تہذیب اخلاق میں روحانیت اور سلوک میں انبیاء سے بڑھ کر حسین طریقہ اور تعلیمات کسی کے پاس نہیں جو اس تحریک کے مقاصد تھے وہ سارے کے سارے نبوت کی ذات کے ساتھ ہی منسلک تھے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ دوبارہ ان پر وہی رنگ چڑھا جس رنگ سے انہوں نے چھٹکارا پایا تھا اور اس طرح وہ توحید سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور نظریہ تناسخ بھی ان میں راسخ ہو گیا اور پھر گروپرستی بھی ان میں شروع ہو گئی۔

تقابل ادیان کے ماہرین میں سے ایک بہت ہی بڑی جماعت نے سکھ مت کو باقاعدہ مذہب تسلیم نہیں کیا یہ سلسلہ سکھ مت کے وجود میں آنے کے بعد سے اب تک جاری ہے۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ پہلے ایک اصلاحی تحریک تھی جس نے بعد میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جس نے نظریاتی طور پر ہمیشہ ہچکولے کھاتی کشتی کی ہی سواری کی۔ اس لیے انکے مذہب میں نظریاتی تصلب نہیں ہے۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ ان کے نظریاتی ادوار ہیں جن کی وجہ سے انہیں شریک سے خلاصی ملنے کے باوجود دوبارہ اسی سے نبردآزما ہونا پڑا اسی طرح تناسخ کا نظریہ، ذات پاک کا نظریہ۔ حد تو یہاں ہوئی کہ اسی جماعت نے ایک پورے دور میں رسالت و نبوت کی زبردست تائید و حمایت کی پھر رسالت مآب کی ذات کو تمام اوصاف کا جامع تک کہنے کے باوجود آپ ﷺ کی ذات پر ایمان لانے سے انکاری ہوئے حالانکہ اس کے ابتدائی گرؤوں کی تعلیمات یہی تھیں۔

اس ننھے مذہب کی عمر ابھی ۵۰۰ سال تک ہی پہنچی ہے کہ یہ اپنی اصلی تعلیمات کھو چکا ہے۔ ان کے مصادر میں تحریف و ترمیم و تبدیلی تک واقع ہو چکی۔ بلکہ طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ جن بنیادوں پر انہوں نے ایک نئے مذہب کی عمارت استوار کی تھی یہ لوگ خود اسی کو گرا بیٹھے۔

مختصر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کی صداقت ان پر بھی پوری طرح کھل چکی تھی اپنی بنیادی تعلیمات میں ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی اسوہ حسنہ تھی۔ پھر مخصوص عوامل کی وجہ سے یہ اس حقیقت سے جان بوجھ کر ناآشنا ہو بیٹھے۔ اس طرح بزعم خویش ایک روحانی تحریک مادیت، فساد، جنگ و جدال اور تشدد میں مبتلا ہو کر رہ گئی۔

سفارشات:

عنوان بالا پر سیر حاصل تحقیقی بحث کے بعد ہم اس ضمن میں درج ذیل سفارشات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

ا۔ سکھ مت کی اصلی تعلیمات کے خدوخال واضح کرنے کے لیے تحقیقی کام کی اجازت دی جانی چاہیے۔

۲۔ سکھ مت کے دانشوروں سے اسی عنوان پر مکالمات ہونے چاہییں۔

۳۔ گرومتی نظریات کے تجزیاتی مطالعہ پر تحقیقی کام ہونا چاہیے۔

۴۔ آپ صلی اللہ وسلم کے حوالے سے گرومتی تعلیمات واحکام کو عوامی سطح پر واضح کرنا چاہیے۔

۵۔ ہمارے نبی کی نبوت کی عالمگیریت اور مصادر ادیان پہ تحقیقی مواد تیار کیا جانا چاہیے۔

۶۔ موجودہ سکھ مت اور پرانے گرومتی میں تبدیلی کے عوامل تلاش کیے جانے چاہییں۔